128423 ـ يوم عاشوراء كے ساتھ گيارہ تاريخ كا بھی روزہ ركھنا فقھاء كيوں مستحب قرار ديتے ہيں ؟

سوال

يوم عاشوراء كے متعلق ميں نے سارى احاديث كا مطالعہ كيا ہے ليكن كسى ميں بھى يہ نہيں ملا كہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے يہود كى مخالفت كرتے ہوئے گيارہ محرم كا روزہ ركھنے كا اشارہ كيا ہو، بلكہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا تو فرمان يہ ہے كہ:

" اگر ميں آئندہ برس زندہ رہا تو ميں نو اور دس تاريخ كا روزہ ركھوں گا " يہوديوں كى مخالفت كرتے ہوئے، اسى طرح نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے صحابہ كرام كى بھى گيارہ تاريخ كا روزہ ركھنے كى راہنمائى نہيں فرمائى.

اس بنا پر كيا يہ بدعت تو نہيں كہلائيگى كہ جو نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے نہيں كيا ہم وہ كر رہے ہيں، اور نہ ہى صحابہ كرام نے ايسا كيا ہے ؟

اور كيا اگر كسى شخص كا نو محرم كا روزہ رہ جائے تو دس محرم كا روزہ كفائت كر جائيگا يا نہيں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ:

علماء كرام نے گيارہ محرم كا روزہ ركھنا اس ليے مستحب قرار ديا ہے كہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے اپنے صحابہ كرام كو ايسا كرنے كا حكم ديا تھا.

مسند احمد كى روايت ميں ہے كہ ابن عباس رضى اللہ تعالى عنہما بيان كرتے ہيں كہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" يوم عاشوراء كا روزہ ركھو، اور اس ميں يہوديوں كى مخالفت كرتے ہوئے ايك دن قبل روزہ ركھو يا ايك دن بعد ميں "

مسند احمد حديث نمبر (2155).

اس حديث كو صحيح قرار دينے ميں علماء كرام كا اختلاف پايا جاتا ہے، شيخ احمد شاكر نے اسے حسن قرار ديا ہے،

اور مسند احمد كے محققين حضرات اسے ضعيف كہتے ہيں.

اور ابن خزيمہ نے اسے ان الفاظ كے ساتھ روايت كيا ہے ديكھيں: ابن خزيمۃ حديث نمبر (2095) علامہ البانى رحمہ اللہ كہتے ہيں: ابن ابى ليلى كے سوء حفظ كى بنا پر اس كى سند ضعيف ہے، اور عطاء وغيرہ نے اس كى مخالفت كى ہے، انہوں نے اسے ابن عباس سے موقوف روايت كيا ہے، اور اس كى سند امام طحاوى اور بيہقى كے ہاں صحيح ہے " انتہى

اس ليے اگر حديث حسن ہے تو يہ حسن ہے، اور اگر ضعيف ہے تو اس طرح كے مسئلہ ميں علماء كرام تساہل سے كام ليتے ہيں، كيونكہ ا سكا ضعف تھوڑا سا ہے، نہ تو يہ موضوع ہے اور نہ ہى مكذوب، اور اس ليے بھى كہ يہ فضائل اعمال ميں ہے خاص كر محرم الحرام ميں روزے ركھنے كى نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے ترغيب دلائى ہے.

حتى كہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" رمضان المبارك كے بعد سب سے افضل روزے محرم الحرام كے ہيں "

صحيح مسلم حديث نمبر (1163).

امام بيہقى نے يہ حديث سنن الكبرى ميں مندرجہ بالا الفاظ كے ساتھ روايت كى ہے، اور ايك دوسرى روايت ميں يہ الفاظ ہيں:

" اس كے ايك دن قبل اور ايك دن بعد روزہ ركھو " يہاں يا كى بجائے اور كےالفاظ ہيں.

اتحاف المہرہ ميں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ان الفاظ كے ساتھ رويت كيا ہے كہ:

" اس كے ايك دن قبل اور ايك دن بعد روزہ ركھو "

ديكھيں: اتحاف المہرۃ حديث نمبر (2225).

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ كہتے ہيں:

اسے احمد اور بيہقى نے ضعيف سند كے ساتھ روايت كيا ہے، كيونكہ محمد بن ابى ليلى ضعيف ہے، ليكن اس نے اكيلے يہ روايت نہيں كى بلكہ صالح بن ابى صالح بن حي نے اس كى متابعت كى ہے " انتہى

اس طرح یہ روایت نو اور دس اور گیارہ تاریخ کا روزہ رکھنے کے استحباب پر دلالت کرتی ہے.

بعض علماء نے گیارہ تاریخ کے روزے کے استحباب کا ایك اور سبب بیان کیا ہے یہ دس تاریخ کی احتیاط ہے، کیونکہ بعض لوگ محرم کے چاند میں غلطی کر سکتے ہیں، اس لیے یقینی طور پر معلوم نہیں کہ کونسا دن دس تاریخ کا تھا، اس لیے اگر کوئی مسلمان شخص نو اور دس اور گیارہ تاریخ کا روزہ رکھ لیتا ہے تو اس نے یوم عاشورا کا روزہ رکھ لیا.

ابن ابی شیبہ نے مصنف ابن ابی شیبہ میں طاؤس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ دس محرم سے ایك دن قبل اور ایك دن بعد روزہ رکھا کرتے تھے، کہ کہیں دس محرم کا روزہ رہ نہ جائے.

دیکھیں: مصنف ابن ابی شیبۃ (2 / 313).

اور امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" جو شخص یوم عاشوراء کا روزہ رکھنا چاہتا ہے تو وہ نو اور دس تاریخ کا روزہ رکھے، لیکن اگر مہینوں میں اسے اشکال پیدا ہو جائے تو وہ تین دن کے روزے رکھے، ابن سیرین یہی کہا کرتے تھے " انتہی

دیکھیں: المغنی (4 / 441).

اس سے یہ واضح ہوا کہ تین روزوں کو بدعت کہنا صحیح نہیں ہے.

لیکن اگر کوئی شخص نو محرم کا روزہ نہیں رکھ سکا تو وہ اکیلا دس محرم کا روزہ رکھ لے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور یہ مکروہ نہیں ہوگا، اور اگر وہ اس کے ساتھ گیارہ محرم کا روزہ ملا لے تو یہ افضل ہے.

مرداوی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" صحیح مسلك کے مطابق صرف دس محرم کا روزہ رکھنا مکروہ نہیں، شیخ تقی الدین (ابن تیمیہ) رحمہ اللہ نے اس کی موافقت کی ہے کہ یہ مکروہ نہیں " انتہی مختصرا

دیکھیں: الانصاف (3 / 346).

واللہ اعلم .